بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

لاہور پاکستان

یوم الجمعۃ

محمد اسمٰعیل کاتب

جلد ۲ | ۲ وفا ۱۳۲۷ ہش | ۲۳ شعبان ۱۳۶۷ھ | ۲ جولائی ۱۹۴۸ء | نمبر ۱۴۸

شرح چندہ

سالانہ چندہ ۲۱ روپے
ششماہی ؍؍ ۱۱ ؍؍
سہ ماہی ؍؍ ۶ ؍؍
ماہوار ؍؍ ۲½ ؍؍

قیمت

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

اوڑی کے محاذ پر پانچسو ہندوستانی سپاہی مارے گئے!

آزاد فوج کا تاریخی کارنامہ

ترارکھل یکم جولائی۔ آزاد کشمیر ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ اوڑی کے محاذ پر ایک سخت معرکہ میں ۵۰۰ ہندوستانی سپاہی مارے گئے۔ لڑائی مسلسل ۲ گھنٹے تک ہوتی رہی۔ بالآخر ہندوستانی صفوں میں ابتری پھیل گئی۔ اور انہیں شدید قسم کی تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ اعلان میں مزید کہا گیا ہے۔ کہ آزاد فوجوں نے پچھلے ۴۸ گھنٹے میں بڑے بڑے تاریخی کارنامے سرانجام دئے ہیں۔

مالیات کی دنیا میں پاکستان کو کامل خودمختاری حاصل ہو گئی

سٹیٹ بنک آف پاکستان کی شاندار رسم افتتاح

کراچی یکم جولائی۔ آج شام نہایت تزک و احتشام سے سٹیٹ بنک آف پاکستان کی افتتاحی رسم ادا کی گئی۔ اس تاریخی تقریب کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ قائد اعظم نے بنک کے افتتاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس بنک کا قیام اس بات کی علامت ہے کہ آج مالیات کی دنیا میں ہمارا ملک پوری طرح آزاد و خودمختار ہو گیا ہے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ ہمارا یہ بنک بہت جلد ایک بڑا قومی ادارہ بن جائے گا۔ اور نہایت اہم کام انجام دیگا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ہم کو دنیا کے سامنے ایک ایسا اقتصادی نظام پیش کرنا چاہیئے کہ جسے سوشل اور معاشی انصاف کے خالص اسلامی اصولوں پر استوار کیا گیا ہو۔ کیونکہ مغرب کا اقتصادی نظام ہماری ضرورتوں کو پورا کرنے سے قطعاً قاصر ہے۔ اور دنیا میں عام بے چینی اور بدامنی کا اصل ذمہ دار ہے۔ قائد اعظم نے ٹھیک سات بجکر تین منٹ پر چاندی کا ایک تالا کھول کر بنک کا افتتاح فرمایا۔ یہ تالا خاص طور پر سیالکوٹ کے ایک کارخانہ میں

فقیر ایپی کی ریشہ دوانیاں پاکستان کو کمزور نہیں کر سکتیں

حکومت باغی عناصر کو سختی سے کچل دینے کا تہیہ کر چکی ہے!

پشاور یکم جولائی۔ بوٹان قبیلے کے سردار صاحبزادہ عبدالحنان نے کل ایک تقریر کے دوران میں فقیر ایپی کے اس رویہ پر سخت نکتہ چینی کی ہے کہ اس نے ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ مل کر پاکستان کے خلاف ایک گہری سازش کی۔ انہوں نے مزید کہا۔ حکومت پاکستان کے خلاف فقیر ایپی کی یہ ریشہ دوانیاں اسلامی تعلیم اور قبائلیوں کی اپنی روایات کے سراسر خلاف ہیں۔ تمام قبائلیوں کا فرض ہے کہ وہ اسوقت اپنے چھوٹے چھوٹے اختلافات کو ختم کر کے متحد ہو جائیں اور کشمیر۔ حیدر آباد اور فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی ہر ممکن طریقے سے امداد کریں۔

ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں سرحد کے وزیر اعظم خان عبدالقیوم خاں نے ایک تقریر کرتے ہوئے واضح الفاظ میں پھر اعلان کیا ہے کہ پاکستان کے خلاف ہر قسم کی تخریبی سرگرمیوں کو نہایت سختی سے کچل دیا جائیگا۔ اور باغی عناصر کی اچھی طرح سرکوبی کی جائے گی۔ آپ نے مزید فرمایا۔ فقیر ایپی کی سرگرمیاں پاکستان کو کمزور نہیں کر سکتیں اور نہ ہی قبائلیوں کو کشمیر کی جنگ آزادی میں حصہ لینے سے روک سکتی ہیں۔

مجلس آئین ساز کے سلسلے میں نواب یوسف یار جنگ کا تقرر

حیدر آباد دکن یکم جولائی۔ حکومت حیدر آباد کی طرف سے مجوزہ مجلس آئین ساز کے انتخابات اور دیگر متعلقہ امور کی تفصیلات تیار کرنے کے لئے نواب یوسف یار جنگ کو خاص افسر مقرر کیا گیا ہے۔ آپ اس سے پہلے حیدر آباد کے ایجنٹ جنرل کے ساتھ نئی دہلی میں ایک خاص عہدے پر متعین تھے۔

افغانستان کے وزیر اقتصادیات کی کراچی میں تشریف آوری!

پشاور یکم جولائی۔ حکومت افغانستان کے محکمۂ اقتصادیات کے وزیر سردار عبدالمجید خاں آج صبح کابل سے پشاور پہنچے اور پھر یہاں سے ہوائی جہاز کے ذریعے سیدھے کراچی روانہ ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ حکومت پاکستان کے افسران سے دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی امکانات پر بات چیت کریں گے۔

تجاویز صلح کا جواب تیار کرنے کیلئے سب کمیٹی مقرر کر دی گئی

قاہرہ یکم جولائی۔ اتحادی ثالث کاؤنٹ برناڈوٹ کی تجاویز پر عرب اور یہودی نمائندے تاحال غور کر رہے ہیں۔ عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی نے جس کا اجلاس گذشتہ چند روز سے قاہرہ میں ہو رہا ہے۔ ان تجاویز کا جواب تیار کرنے کیلئے ایک سب کمیٹی مقرر کر دی ہے۔ اخباری نمائندوں کا کہنا ہے کہ عرب ان تجاویز میں بعض ترامیم کا مطالبہ کرینگے۔ نیز انکی طرف سے اس بات پر بھی اصرار کیا جائیگا کہ فلسطین میں یہودیوں کی کوئی الگ ریاست ہرگز قائم نہ کیجائے۔ کاؤنٹ برناڈوٹ نے عربوں اور یہودیوں کو دعوت دی ہے کہ وہ ان سے جزیرہ روڈز میں علیحدہ علیحدہ ملاقات کر کے اپنے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کریں۔

شرق اردن کے شاہ عبداللہ ریاض میں شاہ ابن سعود سے فلسطین کے بارے میں مشورہ کرنے کے بعد بغداد میں پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے فلسطین کے علاوہ شاہ ابن سعود سے مشترکہ مفاد کے معاملوں پر بھی بات چیت کی۔ عرب لیگ نے اعلان کیا ہے کہ دونوں حکمرانوں نے عرب لیگ کی پالیسی کی تائید کرتے ہوئے عرب لیگ اور اسکی سیاسی کمیٹی پر پورا اعتماد ظاہر کیا ہے۔ نیز فیصلہ کیا ہے کہ وہ فلسطین کے مستقبل کے بارے میں عربوں کے مطالبات منوانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

پرنٹر و پبلشر عبدالحمید بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں چھپوا کر ۳۰ میکلگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

خدامِ احمدیت سے خطاب

(از علی محمد صاحب واقف زندگی کنری سندھ)

احمدیت کا بیج بظاہر ایسے حالات میں بویا گیا ہے کہ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ ضائع چلا جائے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدیم اور ازلی سُنت کے مطابق اس بیج کو بڑھایا اور اپنے سلسلہ کو ممتد کرتا چلا جائیگا۔

پہلے زمانہ میں جب رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ابوجہل اُٹھا اور وہ اپنی تمام کوششوں اور منصوبہ بازیوں کے باوجود ناکام و نامرادی کی حالت میں مرا تو گو اللہ تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا نشان تھا جو ظاہر ہوا۔ اور جس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر کر دیا مگر پھر بھی یہ انفرادی مقابلہ تھا قومی نہیں۔ قومی مقابلہ ہجرت کے بعد شروع ہوا جس نے کفارِ عرب کی مجموعی طاقت کو توڑ دیا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بے شک آپ کا شدید مقابلہ ہوا مگر اُس وقت مقابلہ کی تمام تر صورت انفرادی جد و جہد تک محدود تھی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی الگ مقابلہ کر رہے تھے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب الگ مقابلہ کر رہے تھے۔ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی الگ مقابلہ کر رہے تھے بیشک اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ کے مطابق اُن تمام کے تیروں کا نشانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی ذات تھی لیکن بہرحال اُنہوں نے آپ کا اکٹھا مقابلہ نہیں کیا۔ ہر شخص الگ الگ شہر میں الگ الگ رنگ میں مقابلہ کر رہا تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب کسی رنگ میں مخالفت کر رہے تھے تو مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کسی اور رنگ میں۔ مگر چونکہ یہ زمانہ تھا جس میں يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا کی پیشگوئی کا ظہور ہونے والا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ۱۹۳۴ء میں احرار کو مقابلہ کیلئے کھڑا کر دیا اور اُنہوں نے اعلان کیا کہ ہم جماعت احمدیہ کو کچل کر رکھ دینگے۔ چنانچہ احرار کے ساتھ کانگرس بھی مل گئی اور پھر کسی مصلحت کے ماتحت حکومت بھی اُن کے ساتھ مل گئی۔ غرض وہ مقابلہ جو پہلے انفرادی رنگ میں کیا جاتا تھا قومی مقابلوں کے رنگ میں تبدیل ہو چکا ہے دوسرے معنوں میں یوں سمجھیے کہ موجودہ حالات میں احمدیت کا ساری دُنیا پر غالب آنا اسی طرح کا ایک خواب ہے جس طرح مسجدِ نبوی کی ٹپکتی ہوئی چھت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ کرام اسلام کے غلبہ و اقتدار کیلئے دیکھا کرتے تھے لیکن موجودہ اور آنے والے حالات کے پیشِ نظر جب ہم نوجوانانِ احمدیت ہر پہلو سے اپنی زندگیوں کو احمدیت کی تعلیم کا آئینہ بنالیں گے۔ اپنے عقاید اور عمل میں تطابق پیدا کر لینگے۔ اپنے ہاتھوں سے کام کرنے کی عادت ڈال لینگے۔ جسمانی مشقت۔ بھوک۔ پیاس۔ تکان اور دیگر جسمانی تکلیفوں کو برداشت کرنے کے اہل بن جائینگے عملی اور ذہنی ترقی کے ذرائع اختیار کر کے ہر امر میں اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاقی اور روحانی پہلو نمایاں کر دکھائینگے اور جس طرح صحابہ کرام نے عرب کے بے آب و گیاہ تپتے ہوئے ریگستانوں سے گزرتے۔ بھوک پیاس کی تکلیفیں اور پیادہ پائی کی اذیتیں برداشت کر کے دُور دراز مقامات تک پیغامِ حق پہنچایا تھا۔ اسی طرح جب احمدی نوجوان بھی پیغام احمدیت پہنچانے کیلئے اپنے گھروں سے نکل کر اکنافِ عالم میں پھیل جائینگے تو دنیا کے لوگ جو اس سلسلہ سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں اور احمدیت کے غلبہ و اقتدار کو ایک نہ پورا ہونے والا خواب سمجھے بیٹھے ہیں۔ اور اس جماعت میں شامل ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ حضرت احمد علیہ السلام پر ایمان لا کر حقیقی مسلمان بن جائیں گے۔ اور "یاتیک من کل فج عمیق ویاتون من کل فج عمیق" کا نظارہ دکھائینگے۔

پس لازم ہے کہ آج ہم پھر اُس عہد کو یاد کریں جو ہم نے خدا تعالیٰ کے مامور یا اُس کے خلیفہ کے ہاتھ پر دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کیلئے باندھا تھا اور اس وقت تک سکھ کی نیند نہ سوئیں جب تک ساری دُنیا احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع نہ ہو جائے ہماری لڑائی جرمنی سے نہیں۔ فرانس سے نہیں۔ اٹلی سے نہیں روس سے نہیں۔ جاپان سے نہیں۔ امریکہ سے نہیں اور نہ ہی کسی ایک سیاسی یا مذہبی پارٹی کے ساتھ ہے بلکہ حق و باطل میں امتیاز کرانے کیلئے ساری دُنیا سے ہے اسلئے اب وقت ہے کہ ہم بیدار ہوں اور جو غفلت کی گہری نیند سو رہے ہیں اُن کو بیدار کریں۔

الفضل ما شہدت بہ الاعداء
مشہور احراری لیڈر چودھری افضل حق کے تاثرات

"آریہ سماج کے معرضِ وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسدِ بے جان تھا۔ جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی۔ سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی نے مُسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چونکا کر دیا۔ مگر حسبِ معمول جلدی خوابِ گراں طاری ہو گئی مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کیلئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کیلئے بڑھا۔ اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے پاک نہ ہوا (؟) تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابلِ تقلید ہے۔ بلکہ دُنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔"

فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں مصنفہ چودھری افضل حق صفحہ ۴

نقشہ بیعت از جنوری تا ۱۲ مئی ۱۹۴۸ء
گذشتہ سے پیوستہ

نام جماعت	تعداد بیعت
ضلع جھنگ	
چک ۳۰	۲
کوٹ بھائی سنگھ	۲
بستی یا جومالی	۲
احمد نگر	۳
لکی نو	۱
میزان	۱۰
ضلع مظفر گڑھ	
علی پور	۵
چاہ حیات والا	۳
فتح پور	۱
تھانہ شہر سلطان	۱
میزان	۱۰
راولپنڈی	
راولپنڈی	۴
کوہ مری	۲
ترڑ	۱
ٹیکسلا	۱
چک لالہ	۱
میزان	۹
یو۔پی	
میرٹھ	۲

نام جماعت	تعداد بیعت
رائڈ ضلع میرپور	
دھلی	۱
لکھنؤ	۱
اکبرپور	۱
مظفر نگر	۱
میزان	۷
جموں و کشمیر	
دھنتور / گوریاں	۱
سرینگر	۱
ٹنگہ	۱
ککنوی	۱
جموں	۱
پونچھ	۱
بھدرواہ	۱
میزان	۷
بلوچستان	
کوئٹہ	۵
توشکی	۱
میزان	۶
منٹگمری	
چک 99/6.R	۲
اوکاڑہ	۱
منٹگمری	۱
وریس تحصیل پاکپتن	۱
چک 22/6.R	۱
میزان	۶
مدراس	
مدراس	۱
حیدرآباد دکن	
حیدرآباد دکن	۲
نظام آباد	۱
حاجی گوڑہ	۱

نام جماعت	تعداد بیعت
میزان	۴
بہار	
رانچی	۱
پٹنہ	۱
میزان	۲
ریاست بہاولپور	
چک 20/N.P	۲
ضلع میانوالی	
بھکر	۱
متفرق	
پتہ نامکمل	۸
ممالکِ غیر	
سیرالیون	۱۹۰
گولڈ کوسٹ	۶۹
امریکہ	۱۷
لیگوس	۱۶
کینیا کالونی	۹
بورنیو	۶
فلسطین	۵
انگلستان	۳
سسلی	۱
جرمنی	۱
سیلون	۱
عراق	۱
شام	۱
برما	۱
ہالینڈ	۱
افغانستان	۱
میزان	۳۲۳

(انچارج بیعت)

اعلان

ملک حشمت اللہ صاحب آف کسووالی منٹگمری اگر اس اعلان کو دیکھیں تو فوراً لاہور دفتر آبادی میں پہنچ جائیں (نور الحق ناظر آبادی)

روزنامہ الفضل
۲ جولائی ۱۹۴۸ء

چرچل اور لیبر حکومت

مسٹر چرچل اور مسٹر ایٹلی دونوں برطانیہ کے سپوت ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے کہ مسٹر چرچل کا طوطی بول رہا تھا۔ آپ جو کچھ کہتے تھے پتھر کی لکیر سمجھا جاتا تھا لیکن زمانہ ایسا بدلا کہ اب لیبر کا دور دورا ہے۔ اور مسٹر چرچل جو کچھ کہتے ہیں۔ اسکو واہی تباہی سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ مسٹر چرچل نے لیوٹن میں جو تقریر کی ہے۔ اس کی نسبت مسٹر ایٹلی کی رائے ہے۔ کہ "یہ تقریر بڑی فضول ہے وہی عوامی انتخابات کا مطالبہ۔ وہی ہندوستان کے متعلق جاہلانہ اور متعصبانہ باتیں۔ وہی حکومت کے خلاف زہر افشانی۔ اور وہی کسی بالمقابل پالیسی کا فقدان"۔ مسٹر ایٹلی کی یہ تنقید ایسی پارٹی بازانہ ذہنیت کا مظاہرہ ہے جس نے برطانیہ کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کے سوا دوسرے ممالک کے اکثر بڑے بڑے استوار جہازوں کو بھی غرق کر دیا۔ یہ صرف برطانوی قوم ہی کا خاصہ ہے۔ کہ جب آپس میں لڑتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ سرزمین تہ و بالا ہوئی کہ ہوئی مگر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ لڑنے والی جماعتیں آپس میں خواہ کتنا بھی گتھم گتھا ہوں۔ لیکن ان کے پیش نظر صرف ایک ہی بات ہوتی ہے۔ اور وہ صرف برطانیہ کا مفاد۔

مسٹر چرچل ریاست حیدر آباد کے معاملہ میں لیبر حکومت کو آڑے ہاتھوں لے رہے ہیں۔ کہ جو دوستی اور حمایت کے وعدے اس نے حیدر آباد سے کئے تھے۔ اب ان کو کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اور انڈین یونین کو کیوں شہ دی جا رہی ہے۔ کہ وہ ریاست کو کچل ڈالے۔ مسٹر ایٹلی اور اس کی پارٹی اس کا جواب دیتے ہیں کہ اعلان آزادی کی وجہ سے وہ تمام باتیں جو پہلے تھیں منسوخ ہو گئی ہیں۔ اعلان آزادی میں ایک طرف تو یہ کہا گیا تھا۔ کہ ریاستیں آزاد ہونگی۔ لیکن ساتھ ہی یہ مشورہ دے دیا گیا تھا۔ کہ وہ ہند یونین یا پاکستان دونوں میں سے کسی کے ساتھ ملحق ہو جائیں تو اچھا ہے اب یہ بات محض مشورہ کے طور پر تھی۔ اس اعلان میں اصولی بات یہی تھی۔ کہ ریاستیں آزاد ہونگی۔ پھر محض مشورہ کو اصولی بات کی حیثیت کس طرح دی جا سکتی ہے۔ یہ تو ریاستوں کا کام ہے۔ کہ وہ اس مشورہ کو قبول کریں یا نہ کریں لیکن محض اس مشورہ کو ہند یونین کا اپنی جارحانہ اقدامات کی وجہ جواز بنا لینا کہاں تک درست ہے؟

اور حیدر آباد کے ساتھ برطانیہ کے دوستانہ اور حمایت کے وعدوں پر اس کا کس طرح اثر پڑ سکتا ہے۔ برطانوی اقتدار کے اختتام پر ریاستیں بھی اسی طرح آزاد ہو گئی تھیں۔ جس طرح انڈین یونین اور پاکستان۔ اعلان آزادی میں کوئی ایسی بات نہ تھی۔ جس سے دونوں بڑی نو آبادیات کو اختیار دیا گیا ہو۔ کہ وہ کسی ریاست کو مجبور کر کے اپنے ساتھ الحاق کر لیں۔ فرض کیجئے کہ برطانیہ کی پوزیشن یہ ہو۔ کہ ہم نے انڈین یونین پاکستان اور ریاستوں کو یکساں طور پر آزادی دے دی ہے۔ اب ہم کسی بات میں دخل نہیں دینا چاہتے۔ جہاں تک اعلان آزادی کا تعلق ہے۔ یہ بات دوسری ریاستوں کے متعلق جن کے ساتھ ایسے وعدے نہیں کئے گئے تھے جیسے کہ حیدر آباد کے ساتھ کئے گئے کسی حد تک درست ہو سکتی ہے۔ لیکن ریاست حیدر آباد کے ساتھ جو وعدے کئے گئے تھے۔ ان کے مدنظر اب یہ کہنا قطعاً بے وفائی سمجھا جائے گا۔ اور مسٹر چرچل اور اس کی پارٹی نے لیبر پارٹی پر جو الزامات لگائے ہیں۔ اس کا جو جواب دیا گیا ہے سوائے ڈھٹائی کے اور کوئی معنے نہیں رکھتا اور ایک برطانیہ جیسی باوقار حکومت کے لئے زیبا نہیں ہے کہ وہ اس طرح بے حسی کا ثبوت دے۔

کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ مسٹر ایٹلی اپنے دوستانہ وعدوں کو محض برطانیہ کے ذاتی مفاد کے مدنظر جو اب ان کو محسوس ہو رہا ہے۔ اور جو انڈین یونین سے وابستہ ہی پس پشت ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور مسٹر چرچل کے جائز اعتراضات کو محض جاہلانہ اور متعصبانہ باتیں کہہ کر ٹال دینا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے مسٹر چرچل مسٹر ایٹلی سے زیادہ حیدر آباد کے خیر خواہ نہیں۔ وہ بھی اپنی پالیسی کے مطابق برطانیہ کے مفاد کے پیش نظر یہ بات کہہ رہے ہیں۔ لیکن مسٹر ایٹلی کے لئے زیبا نہیں ہے کہ اس معاملہ کو محض ایک فرقہ بازانہ یا نیا زمی کہہ کر ٹال دیا جائے۔ کیا برطانیہ کے مفاد کے خیال سے الگ کوئی سچائی سچائی ہی نہیں؟ کیا حق وہی ہے۔ جو صرف برطانیہ کے لئے مفید ہو۔ خواہ وہ تمام اخلاقی معیار بدکذب طرازی وعدہ شکنی اور بے وفائی ثابت ہو۔ ہم مان لیتے ہیں کہ مسٹر چرچل حیدر آباد کا سوال محض اپنی پارٹی کے پروپیگنڈہ کے لئے اٹھا رہے ہیں۔ لیکن کیا اگر ان کا اعتراض صحیح ہو۔ تو اتنی بڑی حکومت کے وزیر اعظم کے لئے زیبا ہے۔ کہ وہ محض اس ڈر سے کہ اس سوال سے اس کی اپنی فرقہ بازانہ ذہنیت کو خفیف سا صدمہ پہونچتا ہے۔ حق کو فراموش کر دے۔ اور ناحق کی طرفداری کرے؟

تبادلہ جائداد

معاصر انقلاب نے اپنے اداریہ میں لکھا ہے۔ کہ راجہ غضنفر علی نے کہا ہے۔ کہ پاکستان اور ہندوستان ایک دوسرے سے متروکہ جائداد کے کاغذات منگوائینگے۔ اور پھر مہاجرین کو جائداد کے تبادلوں کی اجازت ملے گی۔

مہاجرین کو جائداد کے تبادلوں کی اجازت ملنے کا اگر یہ مطلب ہے۔ جیسا کہ معاصر انقلاب نے لیا ہے۔ کہ مہاجرین فرداً فرداً بطور خود تبادلہ جائداد کریں گے۔ تو یقیناً یہ نہایت خطرناک طریق کار ہوگا۔ اور ہم اس رائے میں معاصر کی تائید کرتے ہیں۔ کہ اس طرح بہت ابتری اور بدنظمی ہوگی۔ اور مستحقین کو سخت نقصان پہونچے گا۔ اور کام سرانجام نہیں پا سکے گا۔

ہم نے اس بات پر کئی دفعہ پہلے بھی زور دیا ہے۔ کہ تبادلہ آبادی ہو یا تبادلہ جائداد کا معاملہ یہ کام حکومتی سطح پر ہونا چاہیئے۔ شروع شروع میں چونکہ آفت ناگہانی تھی۔ حکومت کو جیسا کچھ ہو سکا کرنا پڑا۔ لیکن اب جبکہ اتنی جلدبازی کی ضرورت نہیں۔ ہم کو چاہیئے۔ کہ ایسے معاملات کو کسی تدبیر اور نظم کے ساتھ سرانجام دیں۔ ورنہ اگر تبادلہ جائداد جیسا اہم کام عوام کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔ تو قیامت تک مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ حل نہیں ہو سکے گا۔ اور جو لوگ ناجائز انتفاع کر چکے ہیں۔ یا آئندہ بدنظمی کی صورت میں کریں گے۔ ان کو راہ راست پر لانا نہ صرف مشکل ہوگا۔ بلکہ حکومت کے لئے نہایت سردردی اور فضول خرچی کا باعث ہوگا اور ایسی بہت زیادہ مشکلات پیش آئینگی۔ جن کا اب تھوڑی سی دور اندیشی اور نظم و ضبط کے طریقے اختیار کر کے پیش از وقت انسداد کیا جا سکتا ہے۔

ریاستیں

ہمارے ریاستی حکمرانوں کو چاہیئے کہ وہ اب زمانہ قدیم کے طریق حکومت کو خیرباد کہدیں۔ اور زمانہ کا ساتھ دیں۔ اور جو وقت وہ کھیل کود اور عیش و آرام میں گزارتے ہیں۔ وہ وقت اپنے ملک کی فلاح کے کاموں میں صرف کریں۔ اور جلد از جلد زمانہ حال کی جدید ترین اصلاحات اپنی ریاستوں میں نافذ کریں۔ اب بے حسی کا زمانہ نہیں رہا۔ پاکستان کا اپنے انتظام سے ... اب ہر ایک کو نہ میں بیداری کی ضرورت ہے۔ کوئی حصہ ملک نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں امید ہے کہ ریاستوں کے حکمران عوام کے بیدار ہونے سے پہلے خود بیدار ہو جائینگے۔ اور عوام کو بھی اپنے ساتھ بیدار کر دیں گے۔

پاکستان کے ساتھ ملحق ریاستوں کے متعلق ریاستی مسلم لیگ کانفرنس منعقدہ کراچی میں جو یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ان ریاستوں میں فرقہ وار حکومت قائم کی جائے۔ بہر صورت ایک نہایت اہم فیصلہ ہے۔ اور ایسا ہے جس کی طرف ریاستی مسلم لیگ کو آج سے بہت پہلے توجہ کرنی چاہیئے تھی۔ لیکن خیر صبح کا بھولا اگر شام کو واپس آ جائے تو اس کو بھولا نہیں سمجھنا چاہیئے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں عموماً اور ریاستی مسلمانوں میں خصوصاً سیاسی بیداری بہت کم رونما ہوئی ہے۔ بے شک ہم مذہبی اور بعض دفعہ قومی نعرہ پر اکٹھا ہونا سیکھ گئے ہیں۔ لیکن مسلمان عوام ابھی دنیا کے دوسرے ممالک کے لوگوں کی نسبت سیاسیات عالم میں بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔

ہندوستان کی ریاستیں تو بالکل اندھیر نگری ہیں۔ رعایا کی وقعت ڈھور ڈنگر سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن اب زمانہ ایسا آ گیا ہے۔ کہ یہ حالت دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ اور پاکستان کے مسلمانوں کی طرح ریاست کے مسلمان بھی چونک رہے ہیں۔

لدھیانہ کرسچین میڈیکل کالج

رپورٹ ہے کہ مشرقی پنجاب کی حکومت کا ارادہ ہے۔ کہ وومن کرسچین میڈیکل کالج لدھیانہ کو گرانٹ دینی بند کر دی جائے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ بہت کم غیر عیسائی لڑکیاں کالج سے استفادہ کرتی ہیں۔ اور تربیت پانے والی لڑکیوں میں زیادہ تعداد کرسچین لڑکیوں کی ہے اگر کالج پنجابی لڑکیوں کو دیدہ دانستہ استفادہ کرنے نہیں دیتا۔ اور صرف کالج کرسچین لڑکیوں کے لئے ہی عمداً وقف کر دیا گیا ہوا ہے تو مندرجہ بالا شکایت کسی حد تک جائز سمجھی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر غیر عیسائی لڑکیاں ہی خود وہاں نہیں جاتیں۔ تو اس میں کالج کا کوئی قصور نہیں۔ ایسی صورت میں گرانٹ بند کرنے کے یہ معنے ہونگے کہ مشرقی پنجاب کی حکومت محض اپنی فرقہ وارانہ ذہنیت کی وجہ سے کالج کو گرانٹ سے محروم کرنا چاہتی ہے اول تو پہلی صورت میں بھی یہ جائز نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ جو کرسچین انڈین یونین میں رہائش رکھتے ہیں وہ یقیناً انڈین یونین کے شہری ہیں۔ اور ان کا حق ہے۔ کہ ان کو بھی باقی شہریوں کی طرح تعلیمی سہولتیں دی جائیں۔ اور مذہبی اختلافات کا لحاظ نہ رکھا جائے۔

اگر وجہ وہی ہے جو بیان کی گئی ہے۔ تو اس ...

ایک غیر احمدی دوست کا مخلصانہ مشورہ

ذیل کا مکتوب کیپٹن سید ضمیر احمد صاحب جعفری بی۔ اے سول لائن جہلم نے تحریر فرمایا ہے جو نہایت ہی مخلصانہ مشورہ کا حامل ہے۔ ہمیں ان کے اس مشورہ سے کامل اتفاق ہے، کہ ہماری تبلیغی حالت موجودہ زمانہ کے کچھ نہ کچھ مطابق ہونی چاہیئے۔ مگر ہمارا حال ایک انار صد بیمار کا سا ہے۔ ہم اپنی بے بسی میں چاروں طرف ہاتھ مار رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے چاہا ہے گا تو آہستہ آہستہ بہتر صورت پیدا ہوگی۔ اور ضرور پیدا ہوگی۔ آپ کے اس پُر اخلاص مشورہ کے ہم شکر گزار ہیں۔ اور دل سے اس کی قدر کرتے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء تنگی اور ترقی میں یہ بھی تو ایک تسلی کی بات ہوتی ہے۔ کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جنکو ہماری تکلیف سے ہمدردی ہے۔

(ادارہ)

جناب مدیر الفضل

السلام علیکم۔ میں حال ہی میں مشرق بعید سے آیا ہوں۔ اس دوران میں کافی عرصہ تک سنگاپور میں بھی مقیم رہا۔ جہاں مجھے آپ کے مشن کی سرگرمیوں کا قریب سے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملتا رہا۔ اسی کی نسبت کچھ معروضات پیش کر رہا ہوں۔ جو اگر آپ مناسب سمجھیں۔ تو اپنے سلسلہ کی عام آگاہی کے لئے الفضل میں شائع کر دیں۔ ایک بات میں شروع میں ہی واضح کر دوں وہ یہ کہ میری گزارشات میری ذاتی رائے کا نتیجہ ہے۔ اور ذاتی رائے غلط بھی ہو سکتی ہے۔ اور دوسروں کو اس سے اختلاف کا حق بھی پہنچتا ہے۔ بہر حال میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ اس کے تاثرات پوری دیانتداری کے ساتھ آپ تک پہنچا دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

ملایا جاوا وغیرہ میں آپ کے سلسلہ کی طرف سے مولوی غلام حسین صاحب ایاز تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں جب اتحادی فوجوں کے ساتھ ہم ملایا میں پہنچے۔ تو مولوی صاحب غالباً تنہا تھے۔ مگر ۱۹۴۷ء میں مولوی عبدالحی اور شاید دو ایک اور کارکن بھی پہنچ گئے تھے۔ جہاں تک مولوی غلام حسین ایاز صاحب کی ذات کا تعلق ہے۔ ان کے خلاف میں ایک بات بھی نہیں کہہ سکتا۔ اپنے منصب کو وہ انتہائی ایثار و خلوص اور خاص سلیقہ کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ بلکہ جن دشواریوں اور نامساعد حالات میں سے وہ گزر رہے تھے۔ اگر اس پر غور کیا جائے۔ تو ان کے استقلال حوصلہ اور ہمت پر حیرت ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ اس کام کو ایک فریضہ ایمانی سمجھ کر کر رہے ہیں۔

میں جس طرف سلسلہ کی توجہ بطور خاص دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ دوسرے ملکوں میں صرف ایسے مبلغین بھیجے جائیں۔ جو علوم دینی کے ساتھ ساتھ جدید علم و کمالات سے بھی بہرہ اندوز ہوں۔ تاکہ وہ دوسرے ملکوں کی مخصوص فضا اپنے لئے دائرہ کار پیدا کر سکیں۔ اور اپنے مقصد میں زیادہ مؤثر و کامیاب ثابت ہوں نیز وہ ایک بوش بھی نہ سکے رکھوں میں کھولا جائے۔ ایسے مالی لحاظ سے مفلوک الحال نہ رکھا جائے۔

یہ درست ہے کہ اسلام نے مال و دولت اور شوکت و امارت کو کبھی سربلندی کا سہارا نہیں بنایا لیکن اگر ہمیں جدید حالات کا جدید ذرائع سے مقابلہ کرنا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کرنا پڑے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کو اپنے مبلغین کی سوشل حیثیت پر نئے یا کم ازکم ایک الگ زاویہ نگاہ سے غور کرنا ہوگا۔ اور یہ میں سمجھتا ہوں۔ یہ نہ سمجھئے کہ میں نے بس یونہی سمجھ لیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ بات کافی لمبے تجربے اور گہرے مشاہدے کے بعد کہیں میری سمجھ میں آئی ہے۔

مبلغین یا جماعت کے بیرونی نمائندوں کے لئے علم جدید کی ضرورت۔ کا اندازہ آپ اسی بات سے لگالیں۔ کہ تقسیم پنجاب کے زمانہ میں جب مولوی غلام حسین ایاز مشرق بعید میں قادیان کے متعلق وہاں کی رائے عامہ کو متاثر کرنا چاہتے تھے۔ تو ان بے چاروں کو محض اس لئے کہ انہیں انگریزی میں زیادہ دسترس نہ تھی (یہ ان کے لئے باعث توہین نہیں) یا ان کے سٹاف میں کوئی اس ڈھب کا شخص موجود نہ تھا۔ بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ تو حسن اتفاق سمجھے۔ کہ ان دنوں اتحادی فوجوں کے ساتھ بہت سے پاکستانی مسلمان افسر بھی وہاں تھے۔ ان میں چند ایک احمدی دوست بھی تھے جن کی امداد سے مشرق بعید میں قادیان کا بہت کچھ چرچا ہو بھی گیا۔ ورنہ بڑا مشکل تھا۔

دوسری چیز جس کی طرف اجمالاً میں اوپر اشارہ کر چکا ہوں۔ یعنی سوشل پوزیشن وہ اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ خلاصہ یا صحیح مغربی ملکوں یا ان کے تمدن کی لپیٹ میں آئے ہوئے علاقوں کی زندگی میں (اور کونسا ملک ہے جو اس لپیٹ میں نہیں) ظاہری ٹیپ ٹاپ بیرونی سلیقہ و باقاعدگی اور دکھاوے کی نشست و برخاست وغیرہ کو بڑا دخل ہے۔ مثلاً جو کام کیا جائے ٹھکانے سے کیا جائے۔ دفتر ہو تو نہایت اچھا۔ لباس ہو تو صاف ستھرا، خط و کتابت ہو تو نہایت اعلیٰ کاغذوں پر۔ رہائش ہو تو قرینے کی۔ ورنہ آپ سے کوئی بات کرنے کا روادار بھی مشکل سے ہوگا۔ یہ ساری مصیبت اس لئے ہے کہ ہمارے ہاں کے مقابلہ میں ان کے رہن سہن کا معیار بہت اونچا ہے۔ ہم زمین پر ہیں اور وہ آسمان پر۔ لہٰذا ان سے ملنے کے لئے ہمیں بھی زمین پر سے کچھ تو اوپر اٹھنا ہی پڑے گا۔

مجھے یہ دیکھ کر بڑی تکلیف ہوتی تھی کہ ملایا میں کام کرنے والے آپ کے مبلغین کافی عسرت و تنگدستی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ جہاں تک ان کی ذات کا تعلق ہے۔ وہ اس قربانی کے لئے ہمارے زیادہ سے زیادہ احترام کے مستحق ہیں۔ ان کی یہ ایثار پیشگی یقیناً دوسروں کے لئے قابل تقلید ہے۔ اور خدا کے ہاں اگر اس کا کوئی اجر مقرر ہے تو ضرور بہت بڑا اجر ملے گا۔ مگر دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ فقر و فاقہ کی اس زندگی کا اس بڑے مقصد پر کیا اثر پڑے گا۔ جس کے لئے ان کو دور دراز کے ملکوں میں بھیجا گیا ہے اگر یہ مقصد تبلیغ ہے۔ اور یقیناً تبلیغ ہے تو میں بڑے ادب سے کہوں گا۔ کہ بحالات موجودہ یہ مقصد پورا نہیں ہو رہا ہے۔ اور نہیں ہو سکتا۔

دنیا کے بہت سے ملکوں میں گھومنے پھرنے کے بعد میں نے یہ محسوس کیا ہے۔ کہ کش مکش معاش کی ماری ہوئی اس دنیا میں جہاں زندگی کی رفتار اس قدر تیز ہو چکی ہے کہ سنگاپور کے مشہور کاروباری مرکز ریفلز سکوئیر کے تصور سے بھی میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔ کسی کو اتنی فرصت ہی نہیں۔ کہ وہ مذہب کے بارے میں اطمینان سے غور کر سکے۔ چہ جائیکہ کسی نئے بلاوے پر دھیان دے سکے۔ میرا اپنا اندازہ ہے۔ کہ دنیا میں پچاس فیصدی لوگ ایسے ہونگے۔ جو فی الحقیقت کسی بھی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے اس پر کبھی غور ہی نہیں کیا۔ نہ زندگی میں انہیں کبھی اسکی ضرورت ہی محسوس ہوئی۔ کہنا یہ چاہتا تھا کہ ان لوگوں کی اس خوفناک طور پر مصروف اور سرپٹ دوڑتی بھاگتی زندگی میں سے اگر اس قسم کے لمحے چھینے جا سکتے ہیں۔ کہ جن میں آدمی مذہب پر ان سے بات چیت کر سکے۔ تو یہ لمحے ان کے سوشل دائرہ میں ہی مل سکتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ آدمی ہوٹلوں اور ریسٹورنٹوں کا ہو کر رہ جائے۔ اور زندگی کا وہ انداز اختیار کرلے۔ جو فوجی لوگ دوسرے ملکوں میں اختیار کرتے ہیں۔ مگر وہاں سے کم ازکم اتنا تو ضرور ہو کہ اپنے مذہبی اور قومی تہواروں پر وہ بڑے بڑے جلسے منعقد کر سکیں۔ دعوتیں دے سکیں۔ لٹریچر چھپوا کر وہ لوگوں کو اپنے ہاں بلائیں لوگ انہیں اپنے ہاں بلائیں۔ اور میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں۔ کہ ان ملکوں میں اگر تبلیغ ہو سکتی ہے۔ تو سوشل تقریبوں میں جہاں کچھ دیر اطمینان سے تبادلۂ خیالات کا موقعہ مل جاتا ہے۔ ورنہ ویسے تو یہ لوگ قابو میں نہیں آتے۔ وقت ان کے لئے ایسی قیمتی چیز ہے۔ کہ سلیک علیک کی گنجائش بھی غنیمت سمجھئے۔ البتہ سوشل تقریبوں میں یہ خوب گھل مل کر باتیں کرتے ہیں۔ اور ایسے موقعوں پر میں نے دیکھا ہے۔ کہ یہ لوگ دوسرے کا نقطہ نگاہ معلوم کرنے یا کسی نئی چیز کے متعلق معلومات جمع کرنے کے لئے بے تاب ہوتے ہیں۔ یہ نہ سمجھئے کہ سبھی لوگ نرے کورے ہیں۔ بہتیرے فطرت کی طرف سے بڑی نیک صلاحیتیں لے کر آتے ہیں اور حق و صداقت کی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔

ضمناً میں یہاں ایک ذاتی تأثر کا ذکر کردوں۔ جس پر مجھے اب بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ ممکن ہے آپ کے قارئین بھی اسے دلچسپی کا موجب پائیں۔ بیرون ملک جانے سے پیشتر احمدیت کے متعلق کوئی خیال آتے ہی میں اکثر سوچا کرتا تھا۔ کہ ان کے مبلغین کے لئے تو مزے ہی مزے ہیں۔ دیس دیس کی سیر اور فارغ البالی کی زندگی آدمی کو یہ دو چیزیں مل جائیں۔ تو اور کیا چاہیئے۔ مگر ملایا میں مولوی غلام حسین ایاز کو دیکھ کر میری اس خوش فہمی کو سخت دھکا لگا ہے۔ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ خاص محنت و مشقت کی زندگی گزار رہے تھے۔ اتنی مشقت اگر وہ اپنے وطن میں کریں تو کہیں بہتر گزر بسر کر سکتے ہیں۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر میں الفضل کی وساطت سے جماعت احمدیہ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگر بیرونی ملکوں میں فی الحقیقت تبلیغ و ترویج اسلام کا کام آپ کرنا چاہتے ہیں۔ اور مقصد صرف خانہ پری یا تبلیغی سرگرمیوں کا محض مظاہرہ نہیں۔ تو اپنے مبلغین کی سوشل حیثیت کو بہتر بنایئے۔ اس زمانہ میں کسی فرد واحد کو بے یار و مددگار کسی انتظام کے بغیر ایک اجنبی ملک میں چھوڑ دینا اور اس سے بہتر نتائج کی توقع رکھنا عبث ہے۔ اس بے انتظامی کو انتظام یا کوشش کا نام دینا بھی ناانصافی ہے۔ اس سے کہیں بہتر ہے کہ مشن سرے سے کھولا ہی نہ جائے اور اس طرح جو تھوڑی بہت پونجی بچ سکتی ہے۔ وہ کسی دوسرے مرکز کی مکمل تعمیر میں صرف کی جائے یا اس سے کسی گھریلو ضرورت کو پورا کر لیا جائے۔

مجھے امید ہے کہ بزرگان جماعت مجھے میری اس صاف گوئی کے لئے جو ممکن ہے کہیں کہیں تلخ نوائی تک جا پہنچی ہو معاف فرمائیں گے۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میرا مقصد اصلاح احوال ہے نہ کہ دل آزاری

خاکسار سید ضمیر جعفری

انگریز ہمارے دشمن ہیں لیکن ان سے بھی پہلے اور بڑے دشمن عرب ہیں (یہود)

عربی سے ترجمہ

یہودی اخبار "ہاشکیف" میں ڈاکٹر فون ورینزل (یہودی) کا ایک مقالہ شائع ہوا ہے جس میں عربوں کی تحریک کو کچلنے کا پروگرام پیش کر کے عالم اسلامی کے اس بڑھتے ہوئے خطرہ سے جو تمام اسلامی حکومتوں کے اتحاد کی وجہ سے پیدا ہوا ہے آگاہ کیا گیا ہے۔

اس مضمون کو عراق کے عربی اخبار السجل نے نقل کرتے ہوئے خواہش کی ہے کہ اسے عام اشاعت دی جائے۔ تاکہ یہود نامسعود کے ارادوں سے عوام اچھی طرح سے آشنا ہو جائیں۔ ذیل میں عربی مضمون کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے

یہودی اخبار ہاشکیف رقمطراز ہے

بے شک انگریز ہمارے دشمن ہیں۔ اور فلسطین میں ہماری حکومت کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ لیکن اس سے بھی بڑے اور ہمارے پہلے دشمن عرب ہیں۔ اسبات کو میں اس امثال سے واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کہ آپ کا ایک دشمن جس کے پاس چیتا ہے۔ آپ کو دیکھتے ہی چیتے کو آپ پر حملہ کرنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے تو کیا آپ پہلے چیتے سے نپٹنے کی کوشش کریں گے یا اس کے مالک سے برسر پیکار ہوں گے۔ طبعاً آپ کا جواب یہی ہو سکتا ہے۔ کہ پہلے چیتے سے نپٹنا پڑیگا۔ یہی حال عربوں کا ہے۔ عرب آپ کے پہلے دشمن ہیں۔ جن سے پہلے نپٹ لینا ضروری ہے۔

۱۵ر مئی کو جبکہ انگریز فلسطین سے دستبردار ہو جائیں گے۔ تو بجلی کی سی سرعت کے ساتھ عرب عساکر انگریزوں کی عطا کردہ توپوں اور ٹینکوں سمیت فلسطین میں داخل ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اور ۲۵ر مئی کو جبکہ فلسطین میں کوئی بھی سرکاری لشکر یا پولیس نہ ہوگی۔ شام۔ عراق۔ مصر اور شرق اردن کی عربی فوجوں کے مقابلہ کے لئے ہم اکیلے رہ جائیں گے۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس دن جانوروں کی طرح ذبح نہ کئے جائیں۔ تو ہمیں پہلے اور خطرناک دشمن کے خلاف منظم جدوجہد کرنی چاہیئے۔ آئیے میں آپ کے سامنے وہ پروگرام پیش کروں۔ جس کی بدولت ہم اپنے دشمن پر غلبہ پا سکتے ہیں۔

ضمناً اس بات کا بھی ذکر دوں۔ کہ ہم میں بہت سے ایسے اصحاب موجود ہیں جو عربوں کے خطرناک عزائم سے بالکل ناآشنا ہیں۔ اور اسبات کے آرزومند ہیں۔ کہ جب انگریز چلے جائیں۔ تو ہمیں ان سے مصالحت کر لینی چاہیئے۔ دوسری طرف وہ لوگ بھی بکثرت موجود ہیں۔ جو عربوں کو ہیچ سمجھتے

یہود کو خطرہ ہے کہ پاکستان عربوں کی مدد کیلئے میدان میں آ رہا ہے

یہود کا کہنا ہے ہم عربوں سے نہیں ڈرتے لیکن تمام عالم اسلامی سے نپٹنا محال ہے

یہود نامسعود کے ارادوں کا انکشاف

ہیں۔ اور ان کی طاقت سے شدید خائف ہیں حالانکہ یہ دونوں گروہ غلطی پر ہیں

حقیقت یہ ہے کہ عرب اگر اکیلے ہوں تو مقام خطر نہیں۔ ہم بآسانی ان سے نپٹ سکتے ہیں۔ لیکن خطرہ اس وجہ سے پیدا ہو رہا ہے۔ کہ تمام عالم اسلامی کی ہمدردیاں عربوں کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہیں۔ البتہ نصاریٰ تو اس معاملہ میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے۔ اور مسلمان عربوں کا بھی کثیر حصہ ابھی تک گہری دلچسپی نہیں لے رہا۔ لیکن مصر شام وغیرہ ممالک کے متعصب مسلمان اس کو ابھار رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ گہری دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ چنانچہ یہ وبا بڑی سرعت کے ساتھ پھیلتی ہوئی نظر آتی ہے اور یہ تحریک "اخوان المسلمین" سے بھی زیادہ مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔ نیز انگریزوں اور امریکنوں کی حمایت سے اخوت اسلامی کا شعور انڈونیشیا سے مراکش تک پھیلتا ہوا نظر آتا ہے۔

چنانچہ لیک سکسس میں تمام عالم اسلامی نے یکزبان ہو کر تقسیم فلسطین کی مخالفت کر کے اپنی ہم آہنگی کا ثبوت دیدیا ہے۔ اس کے علاوہ فلپائن۔ چین اور فرانس کے مسلمان بھی اسی قسم کی آوازیں بلند کر رہے ہیں۔ اس وقت بے شک عالم اسلامی میں اخوت اسلامی کا شعور کمزور ہے اور جس طرح یہ ۱۸۷۸ء اور ۱۹۱۸ء میں ماند پڑ گئی تھی۔ آج بھی دم توڑ دے گی۔ لیکن اس کی بڑھتی ہوئی طاقت کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ یہ تحریک فلسطین کی نسبت شام اور لبنان وغیرہ ممالک میں زیادہ اہمیت اختیار کرتی جا رہی ہے چنانچہ ان ممالک میں عربوں نے نصاریٰ کو تمام سیاسی امور سے بے دخل کر کے تمام بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا لیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی اندیشہ ہے کہ اس موقعہ پر پاکستان بھی اپنے بھائیوں کی مساعدت کے لئے میدان عمل میں کود پڑے۔ گو خطرہ ابھی بڑھا نہیں۔ لیکن یہ سب اندیشے خطرناک مستقبل کا تصور دلاتے ہیں۔

اس وقت ہمیں بیرونی سیاسیات سے الجھنے کی بجائے فوری پیش آمدہ حالات سے دوچار ہونے کے لئے مستعد ہونا چاہیئے

ہماری مشکلات کا حل فون حربیر کی کسی کتاب میں نہیں مل سکتا۔ کیونکہ ہمارا مقابلہ ایک حکومت یا ایک لشکر سے نہیں۔ بلکہ ہمارا مقابلہ ایسے گروہوں سے ہے۔ جن کی تعداد لاکھوں سے بھی متجاوز ہے۔ اس لئے ذیل کے امور کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔

اوّل۔ فلسطین کی اکثریت ہمارے ساتھ لڑنا نہیں چاہتی۔ اور ایک اقلیت ایسی بھی ہے جسے ہمارے ساتھ ہمدردی ہے۔ اور وہ ہماری حکومت کے زیر سایہ رہتے ہیں خوش ہے اور وہ اقلیت ۵ فی صدی عیسائیوں پر مشتمل ہے

دوم۔ ہر عرب جو ہمیں ملتا ہے۔ وہ ہمارا دشمن ہے۔ اور چور یا جاسوس ہے۔ اور ہر عرب بستی جس کی آج ہمارے ساتھ صلح ہے کل ضرور ہمارے ساتھ برسر پیکار ہوگی۔ اس لئے اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ یعنی (الف) اگر ہم آشنا عربوں سے مصالحت کر لیں اور انہیں اپنا ہمدرد سمجھیں۔ . . . . تو لازماً ان میں سے بعض سفاح اور فتنہ پرداز لوگوں کو بھی معاف کرنا پڑے گا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ ہم خود ان کے ہاتھ مضبوط کرنے والے ہونگے

(ب) اور اگر ہم تمام عربوں کو دشمن سمجھیں اس بنا پر کہ ہر بستی میں ہمارے خلاف کوئی نہ کوئی فسادی عنصر موجود ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ بستی ہمارے لئے کسی وقت بھی خطرہ کا موجب بن جائے۔ تو اس صورت میں ہمیں تمام عربوں کو دشمن سمجھنا پڑے گا۔ اور سارے عرب کی دشمنی مول لینا پڑے گی

درین حالات ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

جواب صاف ہے۔ ہمیں وہی کرنا چاہیئے۔ جو قیصر نے کیا تھا اور جو ہماری ایک قدیم کتاب "مدبلا وم جلیکوم" میں لکھا ہے۔ جس سے قیصر کے علاوہ نپولین نے بھی فائدہ اٹھایا۔ قیصر بالکل ہماری طرح کی مشکلات میں گھرا ہوا تھا لیکن اس نے بیس ہزار کے قلیل لشکر سے بھاری دشمن پر فتح پائی۔ اس ملک کے حالات اور فلسطین کے حالات بالکل ایک جیسے ہیں۔ وہاں بھی مختلف قبائل مختلف خاندان اور مختلف اقوام پائی جاتی تھیں۔ اور ان میں دوست بھی تھے اور دشمن بھی۔ قیصر کا طریق یہ تھا۔ کہ وہ دوستوں کے ساتھ تو معاہدات کرتا۔ اور ان کی حفاظت کے لئے فوجی دستے مقرر کرتا۔ مگر دشمنوں کے ساتھ نہایت سختی کے ساتھ پیش آتا۔ جس جگہ ۳۰ دشمن ہوتے وہاں ۳۰۰ سپاہی لے کر حملہ کرتا اور ان کو پامال کر کے دم لیتا۔ یہی وجہ تھی کہ باغیوں کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوتی تھی

آج ہمیں بھی یہی کرنا چاہیئے بیئر عدس ابوکشک اور جنوب کی کئی بڑی بڑی بستیوں نے ہمارے ساتھ صلح کرنا چاہی ہے۔ ہمیں قیصر کے طریق کے مطابق ان سے صلح کر کے ان کی حفاظت کے لئے فوج مقرر کرنی چاہیئے اور اس کے بدلہ میں ان سے یرغمال لے لینا چاہیئے۔ تاکہ وہ بدعہدی نہ کر سکیں۔

اس کے برعکس جو ہمارا مخالف عنصر ہے ہگانہ کو چاہیئے کہ اسے کچل کر رکھ دے۔ اور صرف گاؤں کے کسی بڑے آدمی کے قتل پر ہی اکتفا نہ کرے۔ بلکہ سارے گاؤں کو ہی تہس نہس کر دے۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم صلح جوؤں کے ساتھ صلح جو ہوں۔ اور دشمنوں کے ساتھ دشمن۔ بستی والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا گھر۔ بیوی بچے۔ اور ڈھور ڈنگر اس شخص کی حمایت کے طور پر ہمیں دیدیں۔ جو ان میں ہمارے خلاف ہاتھ اٹھائے اور وہ بستی جو مخالف گروہوں کو پناہ دیتی ہے۔ وہ ہماری دشمن ہے۔ اس کے مکانوں اور مکینوں کو بغیر کسی رحم کے پیوند خاک کر دینا چاہیئے پس آج سے ہمارا یہی پروگرام ہونا چاہیئے۔

مترجم از جریدہ السجل مورخہ ۱۱ر جمادی الثانی ۱۳۶۷ھ (منیر احمد دینس)

درخواست دعا

مکرمی چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ کے نواسہ عزیز محمد ارشد سرطان بیماری کی وجہ سے عرصہ سے بیمار چلا آتا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ نیز چوہدری حاکم دین صاحب کا بچہ محمد دین بعارضہ بخار چند روز سے بیمار ہے۔ احباب

خادم احمدیت اللہ رکھا صاحب شہید

(از فضل احمد صاحب گجراتی)

اللہ رکھا صاحب شہید کے باپ کا نام الدین صاحب ہے آپ جب پرائمری پاس کرچکے تو کچھ عرصہ گھر میں ہی اپنا کام کاج کرتے رہے۔ اس کے بعد جب جنگ شروع ہوئی تو فوج میں بھرتی ہوگئے پانچ چھ سال فوجی ملازمت کرنے کے بعد جب ۴۵ء سے ڈسچارج ہوئے تو واپس وطن آکر دوکان کھول لی۔ دوکان کا کام اچھی طرح چل رہا تھا کہ ملک میں تقسیم کا جھگڑا شروع ہوگیا۔ ریڈ کلف کے فیصلہ کے بعد جبکہ ضلع گورداسپور باوجود مسلم اکثریت کے ہندوستان کے ساتھ ملا دیا گیا اور طوفان بے تمیزی برپا ہوا۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام موصول ہوا۔ جس میں حضور نے تحریر کیا تھا کہ اگر بیرا وقت ختم ہونے والا ہے تو احمدیت کے خادم ہوتے احمدیت کو سرنگوں نہ ہونے دیں۔ جونہی یہ پیغام اللہ رکھا صاحب مرحوم کے کانوں تک پہنچا۔ اسی دن کے بعد ہی دوکان کا سارا اثاثہ فروخت کردیا اور حضور کے ارشاد کا منتظر رہنے لگے ان کے فوجی ساتھی پھر نئے سرے سے پولیس وغیرہ میں بھرتی ہوگئے انہوں نے کہا بھی کہ آؤ ہم بھی پہلے ساتھ چلو مگر انہوں نے انکار کردیا اور کہا کہ ہم لوگ اب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کریں گے۔ کچھ دن گزرنے پر جب جماعتوں سے آدمی حفاظت مرکز کے لئے جانے شروع ہوئے۔ تو ایک دن اچانک ملک عبدالرحمن صاحب خادم امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع گجرات کی چٹھی آئی جس میں تحریر تھا کہ اگر کوئی فوجی ڈسچارج آدمی ہے تو اس کے لئے حضور کا حکم ہے کہ خود اپنے آپ کو پیش کرے چنانچہ اس کے دوسرے ہی دن اللہ رکھا صاحب مرحوم خادم صاحب کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔

چند ہی دن کے بعد اللہ رکھا صاحب لاہور تشریف لے گئے۔ اور حضور کے حکم کے مطابق سلسلہ کی خدمات انجام دینے لگے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ تھوڑا عرصہ خدمت کرنے کے بعد آپ شہید ہوگئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ۲۵ سالہ نوجوان تھا۔ نہایت ہی سادہ طبع اور کم گو شخص تھا۔ جب شہید ہونے کی اطلاع گھر والوں کو ہوئی تو انہوں نے نہایت صبر سے کام لیا۔ اور حتی الوسع کسی کو بھی رونے نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب مرحوم کے شہید ہونے کی اطلاع پڑھ کر سنائی گئی تو مرحوم کی ہمشیرہ رونے لگ پڑی۔ مگر مرحوم کے والد صاحب کا یہ عالم تھا کہ شکر الحمد للہ شکر الحمد للہ منہ سے کہتے تھے اور لڑکی کو دلاسا دے دیکر خاموش کرا رہے تھے۔ حالانکہ ہم جتنے آدمی بیٹھے تھے۔ سب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرماویں اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آخر میں میں مرحوم کے چند فقروں پر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ جو مرحوم نے اپنے ایک غیر احمدی دوست کو آخری خط میں تحریر کئے۔ مرحوم لکھتا ہے کہ ”دوست میں واپسی بوقت آؤنگا۔ جبکہ جس کام کے لئے حضور نے مجھے اس جگہ بھیجا ہوا ہے۔ اسے پورا کروں ورنہ اس سے پہلے میرے آنے کی امید نہ رکھنا اور دعا کرنا کہ جس کام کیلئے میرے آقا نے مجھے یہاں بھیجا ہے اسمیں جلد از جلد کامیاب ہو جاؤں اور اپنے آقا کے سامنے سرخرو ہو کر واپس آؤں“

اعلان برائے خریداران ترجمۃ القرآن انگریزی

جن احباب کے متعلق ۱۱ر جون ۴۸ء کے اخبار الفضل میں یہ بات چھپی تھی کہ انہوں نے قرآن کریم انگریزی کی قیمت ادا کردی ہے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ فرمائش بھیجتے وقت وہ یہ ضرور تحریر فرمایا کریں کہ انہوں نے کتنی رقم بھیجی تھی اور وہ بمد قیمت تھی یا بمد چندہ یا بمد قرضہ۔ جن صاحبان کے پاس دفتر محاسب کی رسیدیں محفوظ ہوں۔ وہ ضرور اپنی رسیدیں ساتھ بھیجیں۔ جن کے پاس رسیدیں محفوظ نہ رہی ہوں وہ نمبر اور تاریخ کی یادداشت جو انہوں نے رکھ لی ہو وہی بھیج دیں۔ لیکن اس رقم کی مقدار جو انہوں نے قرآن کریم انگریزی کی قیمت کی مد میں جمع کروائی ہوئی ہے۔ وہ ضرور تحریر فرمائیں۔ اس کے بغیر دفتر ان کے ارشاد کی تعمیل نہیں کر سکے گا۔ چونکہ قادیان سے آنے میں ہمارا پچھلا ریکارڈ کچھ گڈمڈ ہوگیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ تمام صاحبان اپنی اپنی رقم کی پوری تفصیل تحریر فرمائیں۔ تاکہ یہاں کے رجسٹروں سے اس کی جانچ پڑتال کرنے میں آسانی ہو اور خریدار صاحبان کو جواب کے لئے انتظار کی طویل زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

مینجر تفسیر القرآن انگریزی ۸ ٹمپل روڈ۔ لاہور

سات سالہ پروگرام —— وقار عمل

”آئندہ سالوں میں ہاتھ سے کام کرنے کی روح کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ اور خدام سے ایسے کام کرائے جائیں۔ جن میں وہ ہتک محسوس کرتے ہوں۔

جس وقت قادیان کے تمام خدام جمع ہوں اور وہ سب ایک ہی کام کر رہے ہوں۔ تو انہیں اس وقت کسی کام میں ہتک محسوس نہیں ہوتی کیونکہ ان کے دوسرے ساتھی بھی ان کے ساتھ اس کام میں شریک ہوتے ہیں لیکن اگر ایک خادم اکیلا کوئی کام کر رہا ہو اور اس کے ساتھی اسے دیکھیں۔ تو ضرور ہتک محسوس کرے گا میرا اس سے یہ مطلب نہیں۔ کہ اجتماعی طور پر کوئی کام نہ ہو۔ بے شک اجتماعی طور پر بھی ہو لیکن انفرادی کام کے مواقع بھی کثرت سے پیدا کئے جائیں۔ مثلاً کسی غریب کا آٹا اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا جائے۔ یا کسی غریب کا چارہ اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا جائے۔ یا کسی غریب کی روٹیاں پکوا دی جائیں۔ جب کوئی خادم روٹیاں پکوانے جائیگا۔ تو دل میں ڈر رہا ہوگا کہ مجھے کوئی دیکھ نہ لے۔ اگر کوئی دوست رستے میں ملجائے تو اسے کہے گا۔ میری اپنی ہیں۔ فلاں غریب کی ہیں۔ اس کا یہ اظہار کرنا اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ اس کام کو ہتک آمیز خیال کرتا ہے۔ یہ پہلا قدم ہوگا۔ اسی طرح بعض اور کام اس نوعیت کے سوچے جا سکتے ہیں۔ ایسے کام کرانے سے ہماری غرض یہ ہے کہ کسی خادم میں تکبر کا شائبہ باقی نہ رہے اور اس کا نفس مر جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر ایک کام کرنے کو تیار ہو جائے (سات سالہ پروگرام)

مندرجہ بالا اقتباس سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اس تقریر سے لیا گیا ہے جو حضور نے خدام الاحمدیہ کے ساتویں سالانہ اجتماع کے موقعہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۴۵ء کو میدان اجتماع میں خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائی تھی۔ اس تقریر میں حضور نے خدام کو ان کی ذمہ واریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ

”پس جس دور میں تم داخل ہو رہے ہو۔ نہایت نازک دور ہے۔ اور جو ذمہ واریاں تم پر پڑنے والی ہیں وہ بہت بڑی ہیں گو پہلے بھی تم ذمہ واریوں سے خالی نہیں۔ لیکن آئندہ ذمہ واریاں ان سے بڑھ کر ہونگی۔ میرے نزدیک سات سال تم نے ضائع کر دئے۔ اگر آئندہ سات سال بھی آپ لوگوں نے ضائع کر دئے تو آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مورد الزام ہوں گے۔

پس اپنی ذمہ واریوں کو سمجھو۔ اور سوچ سے کام لیتے ہوئے ہر کام کو پہلے سے زیادہ عمدگی کے ساتھ چلانے کی کوشش کرو“۔

خدام الاحمدیہ کے اجراء کے اہم مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ نوجوانوں میں ایسی عادت پیدا کی جائے کہ وہ ہر کام کو اپنے ہاتھ سے سرانجام دینے کی کوشش کریں اور اس میں کسی دوسرے کی مدد کے محتاج نہ ہوں۔ اور کسی کام کو بھی حقیر اور ذلیل نہ سمجھیں۔ اس لئے حضور نے ابتداء میں اجتماعی طور پر وقار عمل منانے کی سکیم رکھی عام طور پر لکڑیاں ڈھونا رستہ صاف کرنا۔ نالیاں صاف کرنا۔ گندگی کو خود اٹھانا ذلیل کام سمجھے جاتے ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کام ذلیل لوگ ہی کرینگے۔ اس طرح ایک قسم کا تکبر پیدا ہوتا ہے۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نوجوانوں کے دلوں سے اس قسم کے تکبر کے خیالات دور کرانے کے لئے وقار عمل تجویز فرمایا۔ اور حضور نے خود ان مواقع پر کدال چلا کر اور لکڑیاں ڈھو کر ہمیں بتایا کہ یہ کام ذلیل نہیں یہ اس تربیت کا نتیجہ ہے کہ اب احمدی اپنے ہاتھ سے اپنا کام کرنے کو ہتک خیال نہیں کرتے۔ گذشتہ فسادات کے دنوں جبکہ مشرقی پنجاب کی حکومت نے قادیان کے مجبور اور امن پسند ساکنین پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ حتیٰ کہ خاکروبوں کو حکماً منع کر دیا کہ گندگی اور غلاظت نہ اٹھائیں دوسری طرف پناہ گزین مسلمانوں کی کثرت کیوجہ سے گندگی زیادہ ہو گئی۔ حتیٰ کہ عین اندرون قصبہ میں بعض اوقات ایک ایک فٹ تک غلاظت کے ڈھیر لگ گئے۔ اسوقت حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تربیت ہی ہمارے کام آئی۔ جبکہ خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں نے جنمیں اکثر بڑی حیثیت کے مالک تھے خود اپنے ہاتھ سے اس گندگی کو دور کیا اور خوشی سے اس کام کو سرانجام دیا اور یہی وجہ تھی کہ حکومت کے افراد نے یہ دیکھ کر کہ یہ حربہ بھی کام نہیں دیتا اور یہ لوگ ناقابل تسخیر ہیں۔ اپنا حکم واپس لے لیا۔

تو اپنے ہاتھ سے کام کرنا کسی صورت میں بھی قابل مذمت نہیں کیا یہ اچھی بات نہیں کہ ہم بجائے اسکے کہ دوسروں کے دست نگر ہو کر بیٹھے رہیں۔ کیوں نہ اپنے ہاتھ سے اپنے اور اپنے ہمسائیوں کے کام کرلیں۔ اس سے ایک ہمارا کام وقت پر ہوگا۔ ہماری مرضی کے مطابق ہوگا۔ پھر ہمارا خرچ بچیگا۔ اور سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ ہمارے دل خوشی محسوس کرینگے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو غیر کی محتاجی سے بچا لیا ہے

پس وقار عمل کی تحریک کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ اور پورے زور سے زندہ کیا جائے۔ کام کی تفصیلی رپورٹ ہر وقت بھجوائی جا سکتی ہے۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

سات سالہ پروگرام — خدام الاحمدیہ

سائنس اور مشنری کے کام سیکھو

پس خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے کہ نوجوانوں کی صحت کی طرف جلد توجہ کریں اور ان کے لئے ایسے کام تجویز کریں۔ جن کے کرنے سے آرام کی ورزش ہو اور جسم میں طاقت پیدا ہو مثلاً ہر جماعت میں جتنے پیشہ ور ہیں ان سے کہا جائے کہ وہ خدام کو بائیسکل کھولنا اور جوڑنا یا موٹر کی مرمت کا کام یا موٹر ڈرائیونگ سکھائیں یہ کام ایسے ہیں کہ ان میں انسان کی صحت بھی ترقی کرتی ہے اور انسان ان کو بطور ہابی (Hobby) کے سیکھ سکتا ہے اور اگر اسے شوق ہو تو اس میں بہت حد تک ترقی بھی کر سکتا ہے۔۔۔۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ اگر ہماری جماعت ان کاموں میں ترقی کرنے کی کوشش کرے۔ تو وہ دوسری جماعتوں سے پیچھے رہ جائے اگر ہماری جماعت میں سے پانچ چھ فیصدی لوگ مستری ہو جائیں تو پھر امید کی جا سکتی ہے کہ ہمارے لوگ مشنری میں کامیاب ہو سکیں گے۔۔۔۔ پس ہمارے خدام کو مشنری کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے آج کل مشینوں میں برکت دی ہے۔ جو شخص مشینوں پر کام کرنا جانتا ہو وہ کسی جگہ بھی چلا جائے اپنے لئے عمدہ گذارہ پیدا کر سکتا ہے۔ آج کل تمام قسم کے فوائد مشینوں سے وابستہ ہیں اور جتنا مشینوں سے آج کل کوئی قوم دور رہے گی اتنی ہی وہ ترقیات میں پیچھے رہ جائے گی اس طرح اگر خدام لوہار، ترکھان، بھٹی اور دھونکنی کا کام سیکھیں۔ تو ان کی ورزش بھی ہوتی رہے گی۔ اور پیشہ کا پیشہ بھی ہے چونکہ خدام کے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنا ضروری ہے اگر خدام ایسے کام کریں تو ایک طرف وہ ہاتھ سے اپنا گذارہ پیدا کرنے والے ہوں گے اپنے ہاتھ سے کام کرنا یہ ہمارا طرۂ امتیاز ہونا چاہئے۔۔۔۔۔ پس ہمارے خدام کو یہ ذہنیت اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ کہ یہ مشینوں کا زمانہ ہے اور آئندہ زندگی میں وہ مشینوں پر کام کریں گے اگر کارخانوں میں کام نہ کر سکو۔ تو ابتداً ایسے کھلونوں کا ہی رواج ڈالو۔ جن میں لوہے کے پرزوں سے مشینیں بنانی سکھائی جاتی ہیں۔ مثلاً لوہے کے ٹکڑے ملا کر چھوٹے چھوٹے پل بناتے ہیں۔ پنگھوڑے۔ ریلیں اور اس قسم کی بعض اور چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ ایسی کھیلوں سے ایک یہ بھی فائدہ ہو گا کہ بچوں کے ذہن انجینئرنگ کی طرف مائل ہوں گے"

(سات سالہ پروگرام)

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۹۴۵ء میں ہمیں اس طرف توجہ دلائی تھی۔ ان میں سے بعض کاموں کی طرف خدام نے انفرادی طور پر توجہ بھی دی ہے۔ اور بعض کام مجلس مرکزیہ نے بھی شروع کر دیئے ہیں مگر انفرادی طور پر چند آدمیوں کا توجہ کرنا زیادہ مفید نہیں ہوتا۔ ضرورت اس امر کی ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے۔ کہ جماعت میں سے کم از کم پانچ چھ فیصدی لوگ مشینوں کا کام سیکھیں۔ آج کل اس کی اور بھی بہت گنجائش ہے۔ پاکستان کے قیام کے بعد چونکہ تمام ایسے مراکز جن میں کارخانے تھے اور جو ملکی ضروریات کو پورا کرتے تھے وہ ہندوستان میں چلے گئے ہیں۔ اس لئے ہر قسم کے کارخانے اور ان میں کام کرنے والے کاریگروں کی اشد ضرورت ہے۔ اور اس سے نہایت معقول آمد مل سکتی ہے اور مل رہی ہے۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان آگے آئیں کام سیکھیں اور کام پر جائیں۔ کمائیں۔ خود کمائیں۔ دوسروں کو کام پر لگائیں۔ بے کاری دور کریں اور سلسلہ کی مالی لحاظ سے مضبوطی کا باعث بنیں۔ ہم خدام اور ہم تو اب بچوں کے دماغوں کو انجینئرنگ کی طرف مائل کرنے کا سب سے آسان طریق یہ ہے۔ جو حضور نے اپنی اس تقریر میں بیان فرمایا ہے۔ یعنی کھیل کے طور پر بچوں کو ایسے طریق بتائے جائیں جن میں سوچنے کی عادت پیدا ہو۔ یعنی مختلف چھوٹے چھوٹے پرزے ان کے سامنے رکھ کر ایک تصویر رکھ دی جائے کہ ان پرزوں سے یہ چیز بناؤ۔ اس کام کے لئے پرزوں کا ایک سیٹ میکینو (macno) بازاروں میں ملتا ہے اس کے مختلف درجے ہیں جو سلائیڈ بچوں کے سامنے پیش کئے جا سکتے ہیں ان کے ساتھ ایک کتاب ملتی ہے جس میں وہ تمام چیزیں دی ہوتی ہیں۔ جو ان پرزوں سے تیار ہو سکتی ہیں۔ اگر احباب جماعت اس طرف توجہ کریں اور اطفال کو بچپن ہی سے اس طرف مائل کریں تو بلوغ کی حد تک پہنچتے پہنچتے وہ بہت حد تک انجینئرنگ کے کام کی طرف مائل ہو سکتے ہیں اور ان کے دماغوں میں ایجاد کا مادہ پیدا ہو سکتا ہے۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

تلاش

نور محمد صاحب احمدی ساکن شاہپور امر گڑھ ضلع گورداسپور کے والد صاحب گذشتہ فسادات میں پاکستان کی سرحد میں پہنچ کر بمقام جسڑ گم ہو گئے۔ ان کی دماغی حالت خراب ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہ کہیں چلے گئے۔ دو تین ماہ کے بعد پتہ چلا کہ موضع راوی کے تحصیل نارووال میں موجود ہیں۔ مگر جب وہاں جا کر پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہاں سے بھی جا چکے ہیں اب ضلع سیالکوٹ کی جماعتوں بالخصوص تحصیل پسرور اور تحصیل ڈسکہ کی جماعتوں سے گذارش ہے کہ ان کا پتہ رکھیں اور ذیل کے پتہ پر اطلاع دیں نور محمد احمدی حال ساکن دھارووالی چک ۳۴ ڈاکخانہ مرالی چک ۴۹ براستہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ۔ گمشدہ کا حلیہ: عمر تقریباً ۶۵ سال داڑھی سفید۔ قد دراز دماغی حالت خراب۔

اجلاس جناب افسر مال بہادر ضلع گجرات بہ اختیارات کلکٹر!

پیر اللہ دتہ و اللہ دتہ پسران کریم بخش وغیرہ اقوام جٹ سکنہ چوپالہ تحصیل گجرات

بنام

صوبہ سنگھ ولد سنت سنگھ سکھ سکنہ چوپالہ تحصیل گجرات حال مشرقی پنجاب

دعویٰ داری اراضی مرہونہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں فریق ثانی چونکہ سکونت ترک کر کے مشرقی پنجاب چلا گیا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار اخبار ہٰذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مسئول علیہ کو کوئی عذر ہے۔ تو مورخہ ۲۲ کو اصالتاً وکالتاً یا بذریعہ مختار حاضر عدالت ہٰذا آ کر پیش کریں

مہر عدالت — دستخط حاکم

کشمیر کمیشن کے لئے انتظامات

کراچی یکم جولائی۔ کشمیر کمیشن کا ایک ممبر مسٹر رچرڈ ڈرامنڈ چند روز کراچی میں قیام کرنے کے بعد آج صبح نئی دہلی روانہ ہو گئے جہاں وہ حکومت ہند سے کشمیر کمیشن کی رہائش اور دیگر ضروری امور کے متعلق بندوبست کریں گے۔ کمیشن کا باقی سارا عملہ امید ہے کہ ۵ جولائی کو جنیوا سے روانہ ہو گا اور ۸ جولائی کو ہندوستان پہنچے گا۔

مسٹر کھوڑو کے خلاف مقدمہ کی سماعت

کراچی یکم جولائی۔ مسٹر کھوڑو سابق وزیر اعظم سندھ کا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ استغاثہ کی طرف سے اسی زمین کے بارے میں شہادت پیش کی گئی۔

جب مسٹر کھوڑو نے ناجائز طور پر الاٹ کی تھی۔ سپیشل کونسل نے اس بارے میں سندھی زبان میں ایک تحریک پیش کی اس پر مسٹر کھوڑو کھڑے ہو گئے اور اعتراض کیا کہ ترجمہ غلط ہے۔ عدالت نے کہا کہ مسٹر کھوڑو کو اصلی اور ترجمہ دونوں کو دیکھنے کی آسانی بہم پہنچائی جائے۔ اس کے متعلق مسٹر کھوڑو تحریری درخواست دیں۔

سمندر کا پانی پینے کے قابل بنانیوالی مشین

لندن یکم جولائی۔ حکومت ہند نے برطانیہ کی ایک فرم کو سمندر کا پانی صاف کر کے پینے کے قابل بنانے کی مشین کا آرڈر دیا ہے۔ اس مشین کی قیمت ۶۷ لاکھ روپیہ ہے۔ اس مشین کا سب سے پہلے غرب الہند میں لگایا جائیگا۔

آزاد قبائل پاکستان کے سچے دل سے وفادار رہیں گے

بنوں یکم جولائی۔ بنوں سرحد پر واقع آزاد قبائل کے سرداروں پر مشتمل ایک وفد نے وزیر اعظم سرحد خان عبدالقیوم خان سے ملاقات کی۔ سرداروں نے آپ کو یقین دلایا کہ وہ ملک پاکستان کے وفادار رہیں گے۔ سرداروں نے قبائلی علاقہ میں دشمنان پاکستان کی سرگرمیوں کے خلاف اظہار بیزاری کرتے ہوئے یقین دلایا کہ ان سرگرمیوں کے استیصال کے لئے جو بھی کارروائی کی جائے گی وہ اس میں حکومت کا ساتھ دیں گے۔

کراچی کی علیحدگی کے مسئلہ پر سندھ اسمبلی پارٹی میں پھوٹ

کراچی یکم جولائی:۔ کراچی کو سندھ سے علیحدہ نہ کرنے کے سلسلے میں سندھ اسمبلی کے ارکان کو قائد اعظم کی آخری اور قطعی صلاح کے بعد یہ اہم مسئلہ اب درپیش ہے کہ آیا مطالبہ جاری رکھا جائے یا نظر انداز کر دیا جائے اس امر کا فیصلہ اب سندھ مسلم لیگ اسمبلی پارٹی ہی کرے گی جس کا اجلاس ۵ جولائی کو منعقد ہو رہا ہے۔ اس اجلاس سے ایک روز قبل مجلس عمل کا اجلاس ہو گا۔ اس اجلاس میں وزیر اعظم اور دو وزیر شریک ہونگے سندھ مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے متعلق انکشاف ہوا ہے۔ کہ اس مسئلہ پر وہ دو گروہوں میں بٹ چکی ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ قائد اعظم کی مرضی کے مطابق کراچی کو سندھ سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اس گروہ کو کابینہ وزارت کی بھی امداد حاصل ہے۔ دوسرا گروہ جسے اکثریت حاصل ہے اس بات پر تلا ہوا ہے کہ کراچی کو سندھ سے علیحدہ نہ ہونے دیا جائے گا۔

حیدر آباد سندھ کے گرد اگرد ایک نیا شہر آباد کیا جائیگا

حیدر آباد سندھ یکم جولائی۔ امداد باہمی کے سسٹم پر جمعیت المہاجرین نے ایک ہاؤسنگ کمیٹی بنائی ہے یہ کمیٹی حیدر آباد کے چاروں طرف ایک نیا شہر بنانے کی اسکیم تیار کرے گا۔ پناہ گزینوں کی کثیر تعداد کے پیش نظر اسکیم کا اصل مقصد مکانوں کی قلت کو دور کرنا ہے۔ اس اسکیم پر عمل درآمد کرنے کے لئے پناہ گزین خود روپیہ اور مزدور فراہم کریں گے۔

چالیس لاکھ کے عوض نہروں کا پانی

لاہور ۳۰ جون:۔ ہندوستان و پاکستان کے نہروں کے تنازعہ کو دور کرنے کے لئے جو کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس میں حکومت مغربی پنجاب نے چالیس لاکھ روپیہ بطور پیشگی ادا کر کے فیروز پور کے ہیڈ سے پانی لینے کے سلسلے میں اقرار کیا۔

پاکستان میں عراق کا سفیر!

بغداد ۳۰ جون:۔ اطلاع ملی ہے کہ حکومت عراق نے سید عبد القادر الگیلانی کو پاکستان میں ایلچی مقرر کیا ہے کہ موصوف چند روز تک لندن اور قاہرہ میں اپنی حکومت کی نمائندگی کر چکے ہیں بہرحال آپ شاہی محل کے چیف ہیں۔

حیفہ سے یونین جیک اُتار دیا گیا

حیفہ یکم جولائی۔ آج ۳۰ سال کے قبضہ کے بعد حیفہ سے بارہ بجکر ۴۰ منٹ پر یونین جیک اُتار دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ فلسطین سے آخری سپاہی بھی رخصت ہو گیا۔

کراچی کارپوریشن کو توڑ دینے کی تجویز

کراچی یکم جولائی۔ جمعہ کے روز کراچی میونسپل کارپوریشن کا ایک خاص اجلاس طلب کیا گیا ہے جس میں حکومت سندھ کی اس دھمکی پر جو اس نے کارپوریشن کو توڑ دینے کے متعلق دی ہے غور کیا جائے گا۔ حکومت کا خط کارپوریشن کو موصول ہوا تھا اسمیں پندرہ دن کے اندر اندر کارپوریشن سے اس کا جواب طلب کیا گیا ہے اور اس میں کارپوریشن کے معاملات میں بد انتظامی کی شکایت کی گئی ہے۔

اعلیٰ عہدوں کی تشکیل کیلئے حکومت پاکستان کے فیصلے

کھلے مقابلوں میں اقلیتوں کیلئے مساویانہ حقوق کا انتظام

کراچی یکم جولائی۔ حکومت پاکستان نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اقلیتوں کو تعلیمی وسعتوں میں نمایاں حصہ دینے کے لئے کھلے مقابلوں میں اکثریت کے ساتھ مساوی حصہ دیا جائے گا۔ اور اس میں ۸۵ فی صدی آسامیوں کے لئے ہر قوم کے امیدواروں کو شمولیت کا حق دیا گیا ہے بشرطیکہ وہ پاکستان کا باشندہ ہے یا وہ ایک سال تک پاکستان میں اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہو۔ ان مقابلوں میں کسی مذہب وملت کا امتیاز نہیں رکھا گیا۔ ان ۸۵ فیصدی آسامیوں کی تقسیم مغربی اور مشرقی پاکستان کے امیدواروں میں مساوی رکھی جائے گی۔ اور یہ سوال پاکستان حکومت کے زیر غور ہے کہ ان آسامیوں کی تقسیم مغربی پاکستان اور اس سے متعلق شعبوں میں کس طرح تقسیم کیجائیگی تمام اعلیٰ عہدوں کے حاصل کرنے والوں کے لئے اردو جاننا نہایت ضروری ہے۔ اور پولیس سروس کیلئے بنگالی جاننا ضروری ہے۔ پبلک سروس کمشن قابلیت کے جانچنے کیلئے کھلے مقابلے کا امتحان لے گی۔ امتحان کے لئے مضامین اور متعلقہ باتوں کا اعلان جلد ہی کر دیا جائے گا امید کی جاتی ہے کہ یہ امتحان نومبر میں ہوں گے

پاکستان کا سب سے بڑا روئی کا کارخانہ

ڈھاکہ یکم جولائی۔ پاکستان کے وزیر صنعت و حرفت و تعلیم نے پاکستان بھر میں سب سے بڑے روئی کے کارخانے کا معائنہ کیا۔ یہ مل ڈھاکہ میں واقع ہے۔ اس صنعت گاہ میں پاکستانی نوجوانوں کو ماہر کاریگر بنایا جائے گا۔

انڈیا اور حیدر آباد میں خط وکتابت

حیدر آباد یکم جولائی۔ اس وقت تک حیدر آباد اور حکومت ہند میں جس قدر خط وکتابت ہوئی ہے وہ سب شائع کر دی جائیگی۔

چار مسلمانوں کی گرفتاری

حیدر آباد کا ایجنٹ ہونیکا شبہ

کرنول یکم جولائی۔ مدراس پولیس نے کل رات چار مسلمانوں کو جو سکندر آباد سے بنگلور جا رہے تھے گرفتار کر لیا۔ ان کی تلاشی لینے کے بعد پولیس کو چند کاغذات ملے ہیں۔ جن سے ان کے رضاکاروں کے ایجنٹ ہونے اور حیدر آباد کی فوجوں کے لئے بھرتی کرنے کی سرگرمیوں کا پتہ چلا ہے

نوجوانوں کی عالمگیر کانفرنس میں پاکستانی نمائندگان کی شرکت

لندن یکم جولائی ۱۲ اگست کو لندن میں شروع ہونے والی بین الاقوامی نوجوانوں کی کانفرنس میں ۳۰ سال سے کم عمر کے نمائندے روانہ کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے جن ۱۹ ممالک نے رضامندی کا اظہار کیا ہے ان میں پاکستان بھی شامل ہے اس مؤتمر میں دس کمشن کام اور فرصت کا نوجوانوں پر اثر پڑنے کے مسائل پر غور کریں گے۔ یہ کانفرنس ایک ہفتہ تک جاری رہیگی۔ اس کانفرنس کا انعقاد ۱۲ اگست کو ہربرٹ ماریسن کریں گے۔ اور اسی شام کو برطانوی وزیر تعلیم مسٹر جارج ٹام لنسن لنکاسٹر ہاؤس میں نمائندوں کا سرکاری طور پر خیر مقدم کریں گے

آسامی قبائل کو ووٹ دینے کا حق

شیلانگ یکم جولائی۔ پہلے آسام کے قبائلی لوگوں کو ووٹ دینے کا کوئی حق نہیں تھا اب ان کے ووٹ دینے کے حق کو تسلیم کر لیا گیا ہے اور ان کے نام ووٹروں کی فہرست میں درج کر لئے گئے ہیں۔

ہیلی کالج آف کامرس میں تقسیم انعامات کی تقریب

لاہور ۳۰ جون۔ آج ساڑھے چھ بجے شام ہیلی کالج آف کامرس میں میاں محمد نور اللہ وزیر خزانہ مغربی پنجاب نے تقسیم انعامات کی رسم ادا کی۔ پرنسپل نے کالج کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ جس کے بعد میاں نور اللہ نے ایک مختصر تقریر کی۔ جس میں آپ نے یقین دلایا ہے کہ وہ کالج کی ہر ممکن مدد کریں گے

لاہور میں غنڈوں کا قلع قمع

لاہور یکم جولائی۔ شہر میں غنڈوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے پولیس نے پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کا استعمال شروع کر دیا ہے کل اور آج پولیس نے شہر کے مختلف حصوں سے بیشمار غنڈوں کو اس ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر کے ایک ماہ سے لیکر تین ماہ تک کیلئے نظر بند کر دیا ہے۔

حکومت پاکستان سے لالہ کوٹو رام کی اپیل

پشاور یکم جولائی۔ سرحد اسمبلی کے اکیلے غیر مسلم ممبر لالہ کوٹو رام نے حکومت پاکستان سے اپیل کی ہے کہ وہ غیر جانبدارانہ روش کو خیر باد کہہ کر کشمیر کی جنگ آزادی میں عملی حصہ لے تاکہ کشمیر کے لاکھوں لاکھ مظلوم باشندے ڈوگرہ راج کے مظالم سے نجات حاصل کر کے اپنی ہستی کو برقرار رکھ سکیں۔